کے پہونچتے پہونچتے روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
تدفین مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان جنت المعلیٰ میں ہوئی۔

مرحوم کا اصل نام منظور حسین تھا۔ بلند شہر میں پیدا ہوئے تھے تقسیم سے پہلے ہی اردو کے نامور شعرا میں شمار ہونے لگے تھے لیکن اس زمانہ میں وہ صرف حسن و شباب کے شاعر تھے نظم سے زیادہ اون کی غزلیں پرکیف و وجد آفریں ہوتی تھیں نظم میں اون کا نعتیہ کلام اور سلام بڑے معرکہ کا تھا جس سے ان کی شہرت گھر گھر پہونچی تقسیم کے بعد کراچی چلے گئے۔ طبیعت کے شروع سے نیک اور دیندار تھے۔ پاکستان میں جماعت اسلامی کے زیر اثر آجانے سے اون کی زندگی میں انقلاب عظیم آگیا۔ اون کا ماہنامہ فاران جماعت کا آرگن ہونے کے ساتھ ایک بلند پایہ ادبی مجلہ بھی تھا۔ اس میں مرحوم کے قلم سے لکھے ہوئے تنقیدی مضامین زبان و بیان کے اصول و قواعد اور ان کے رموز و نکات کے نقطۂ نظر سے پڑھنے کے لائق ہوتے تھے۔ اون کی نثر و نظم کے متعدد مجموعے شائع ہو کر مقبول عوام و خواص ہو چکے ہیں۔ برہان اور اس کے ادارہ سے انھیں قلبی تعلق اور لگاؤ تھا۔ گذشتہ سفرنامہ پاکستان میں انھوں نے اپنا تذکرہ پڑھا تو فوراً ایک محبت بھرا خط لکھا جس میں سفرنامہ کے حسن انشا و طرز بیاں کی دل کھولکر داد دی اور ساتھ ہی ایک تازہ نعت بھی بھیجی جو اوسی زمانہ میں برہان میں شائع ہوگئی تھی، جنت المعلیٰ کی سرزمین قدسی کا کیا کہنا ظاہرھا حسنۃ وباطنھا حسنۃ، سبحان اللہ! نور ہی نور ہے۔ اوس کی خاک پاک کا پیوند ہو جانا ایک مسلمان کی خوش قسمتی کی معراج ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

مئی کے اسی ہفتہ میں ایک اور حادثہ یہ پیش آیا کہ ہمارے نہایت عزیز اور مخلص دوست اور اپنے فن کے ماہر حکیم صدیقی احمد صاحب امروہوی ثم بریلوی نے وفات پائی عمر غالباً چھہتر چھتر برس ہوگی۔ اصل وطن امروہہ ضلع مرادآباد تھا۔ مگر ایک عرصۂ دراز سے بریلی میں

مقیم تھے۔ ان کے والد ماجد مولانا حکیم مختار احمد صاحب ایک نہایت حاذق طبیب ہونے کے علاوہ پختہ استعداد کے عالم باعمل، متقی اور عابد و زاہد بزرگ تھے۔ حکیم صدیق احمد کی بھی علوم و فنون میں استعداد بڑی پختہ تھی، شروع میں منطق اور فلسفہ کا بڑا غلبہ رہا۔ نہایت ذہین اور طباع تھے۔ اس لئے کوئی موضوع بحث ہو تقریر مدلل اور منطقیانہ کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری سے بیعت ہونے کے بعد اعمال و وظائف کا ورد کثرت سے کرنے لگے تھے، فن طب میں نظری اور عملی مہارت و حذاقت انھیں ورثہ میں ملی تھی، طبیعت بیحد رسا تھی، تشخیص اور تجویز دونوں میں ان کی شہرت دور دور تک تھی، سینکڑوں بڑے معرکہ کے علاج کئے، لیکن وہ جتنے بڑے طبیب تھے اسی قدر مزاج سخت لاابالی اور روپیہ پیسہ کے لالچ سے کوسوں دور تھے، غریبوں اور ضرورت مندوں کی امداد اپنی جیب سے کرتے اور علما کی خدمت کرکے خوش ہوتے تھے، غرض کہ بڑی خوبیوں اور کمالات کے انسان تھے۔ ان کے پاس مخطوطات کا ایک خاصہ ذخیرہ تھا جس میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور بعض دوسرے بزرگوں کے مکاتیب اور ان کی تحریریں شامل ہیں۔ لیکن راقم الحروف کے سخت اصرار کے باوجود انھوں نے ان چیزوں کو نہ خود چھاپا اور نہ کسی اور کو انھیں نقل کرنے کی اجازت دی۔ پھر معلوم نہیں ان کا کیا حشر ہوا۔

اخلاق و عادات کے اعتبار سے نہایت خلیق، خوش طبع و خوش مزاج اور متواضع و مہمان نواز تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

گذارش | خط و کتابت کرتے وقت یا ادارہ کی فیس ممبری اور برہان کا سالانہ چندہ روانہ کرتے وقت منی آرڈر کوپن پر رسالہ کے چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرما دیا کریں